Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Scholarly Contributions of Allama Ghulam Mustafa Noori to the Sciences of Hadith: An Analytical Study in the Context of the Scholars of Sahiwal

علامہ غلام مصطفےٰ نوری کی خدماتِ علوم الحدیث: علمائے ساہیوال کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Riaz Ahmad
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore
Riazfarid507@gmail.com
Dr. Arshad Ali
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

ABSTRACT

This research study presents a comprehensive analysis of the scholarly and hadith-related contributions of Allama Ghulam Mustafa Noori, particularly within the intellectual background and scholarly tradition of the scholars of Sahiwal. Allama Noori is counted among those scholars who combined the sciences of Hadith, Sunni theology, and a reasoned polemical style, thereby playing an effective role in contemporary religious discourse. His services were not confined to teaching and writing; rather, in scholarly dialogue between Ahl al-Sunnah and Ahl al-Shiʻah, he adopted a rational and evidence-based approach that helped pave the way for mutual understanding and intellectual clarity.In the field of ʿUlum al-Hadith, Allama Noori addressed numerous issues on the foundations of isnād analysis, al-jarḥ wa al-taʿdīl (critical evaluation of narrators), and principles of juristic deduction.. His works, including Tarkah Rafʿ al-Yadayn and Kutub Sunan al-Arbaʿah mein Tark Rafʿ al-Yadayn, reflect his scholarly efforts on this subject, while Jarḥ al-Jārḥīn contains detailed research on narrators and hadith critics.In the domain of theology, his writings such as ʿAqāʾid Ahl al-Sunnat, Mushkil Kushā Nabī, Wasīlah al-Kawnayn, Mushāhidah-e-Nubuwwat, Taʿẓīm-e-Muṣṭafā, Nūrāniyyat-e-Nabawī, and ʿIlm al-Ghayb present reasoned explanations of traditional Sunni beliefs. He supported doctrines such as the life of the prophets, the intercession of Muhammad ﷺ, prophetic authority, the finality of prophethood, the conveyance of reward (īsāl al-thawāb), and the life in the grave, through arguments drawn from Qur'anic verses, Prophetic traditions, and the statements of leading imams. His well-known work Jāmiʿ al-Dalāʾil fī al-Ḥadīth wa al-ʿAqāʾid systematically clarifies the methodological relationship between hadith and creed.Within the scholarly environment of Sahiwal, Allama Noori's services helped define a distinct intellectual direction. Rather than adopting a purely polemical tone, he preferred a research-oriented and reasoned style, attempting to transform scholarly disagreement into constructive dialogue.

***Keyword**: Scholars of Sahiwal, Sciences of Hadith, Services, Significance, Impact, Writings, Analysis and Research.*

تمہید

اللہ رب العالمین نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کی جب تخلیق فرمائی اور فرشتوں کو حکمِ سجدہ عطا فرمایا اور شیطان سجدہ نہ کرنے اور اللہ کے حکم کا انکار کر کے جب مردود ٹھہرا تو حق و باطل کی جنگ کا آغاز تبھی سے ہو چکا تھا اور پھر جب شیطان مردود نے اولادِ آدم علیہ السلام کو راہِ حق سے بھٹکانے کا عزم کیا اور اللہ نے اپنے مخصوص بندوں کا ذکر فرمایا تو شیطان نے بے بسی ظاہر کی کہ ان مخلصین پہ میرا زور نہیں چلے گا۔یوں ان مخلصین کا سلسلہ چلا اور آج تک چلتا آرہا ہے ،اور اس گروہ مخلصین میں یقیناً وہ اہل علم بھی ہیں جنہوں نے اللہ کی رضا و خوشنوی کی خاطر پیغامِ الٰہی کو دنیا تک پہنچانے کیلئے عزم و ارادہ کیا اور اپنی زندگی کے شب و روز صرف کر دیئے ۔اس گروہ مخلصین کا قرآن میں ذکر کچھ اس انداز میں بھی ملتا ہے،ارشادِ ربانی ہے:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ[1]

"تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے تو جو علم والے ہیں ان سے پوچھ لو۔"

اہلِ ذکر کے بارے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَرَّثُوا الْعِلْمَ[2]

"اور بے شک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں اور انکی وراثت علم ہے۔"

وراثتِ انبیاء کے وارث ہر زمانے میں ہر دور اور دنیا کے ہر خطے پر اللہ نے پیدا فرمائے جنہوں نے جو دینِ اسلام کی علمی سطح پر خدمات سر اانجام دی وہ اپنی مثال آپ ہیں۔خطے کے اعتبار سے علمائے ساہیوال کی خدمات کا ایک سنہرا باب تاریخ میں موجود ہے جنہوں نے قرآن و حدیث علوم دینیہ بالخصوص علوم الحدیث میں خدمات سر انجام دیں۔ان کی کثیر تعداد ہے جن میں سے ایک شخصیت علامہ غلام مصطفٰے نوری ہیں انکی خدماتِ علوم الحدیث کو اپنی اس تحقیق کا حصہ بنا کر پیش کروں گا۔

علامہ غلام مصطفٰے نوری کا تعارف

برصغیر کی علمی و دینی روایت میں علومِ حدیث کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے،اور ہر دور میں ایسے اہلِ علم پیدا ہوئے جنہوں نے حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔انہی شخصیات میں علامہ غلام مصطفٰے نوری کا نام نمایاں ہے، جنہوں نے عقائدِ اہلِ سنت اور فقہی مباحث کو حدیثی تحقیق کے مضبوط اصولوں کے ساتھ مربوط کیا۔ان کی علمی کاوشیں محض تدریسی سرگرمیوں تک محدود نہیں رہیں بلکہ تصنیف و تالیف، مناظرانہ مباحث اور دعوتی خدمات تک پھیلی ہوئیں ہیں۔ساہیوال کا علمی ماحول اور وہاں کے علما کی روایت نے ان کی فکر و

[1] النحل 43:16

[2] الجامع صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، 1423ھ، 1/24

نظر کو جِلا بخشی، جس کے اثرات ان کی تحریروں اور تحقیقی اسلوب میں نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ انہوں نے اختلافی مسائل میں جذباتیت کے بجائے اسنادی تحقیق، جرح و تعدیل اور دلائلِ حدیث کو بنیاد بنایا، اور اہلِ سنت کے موقف کی مدلل توضیح پیش کی۔ زیرِ نظر مطالعہ میں علامہ غلام مصطفیٰ نوری کی خدماتِ علوم الحدیث کا تجزیہ علمائے ساہیوال کے تناظر میں پیش کیا جائے گا، تاکہ ان کے علمی مقام، منہجِ تحقیق اور دینی اثرات کو واضح کیا جا سکے۔

ابتدائی تعارف اور خاندانی پس منظر

علامہ غلام مصطفیٰ نوری ساہیوال برصغیر کے ان جید علماء میں سے ہیں جنھوں نے اپنی علمی خدمات اور مناظرانہ کمالات کے ذریعے ایک منفرد مقام حاصل کیا۔ آپ کا پورا نام غلام مصطفیٰ ولد محمد شریف بن جمال الدین ہے۔ خاندان میں دینی اور طبی دونوں روایات یکجا ملتی ہیں؛ آپ کے دادا حکیم جمال الدین طب کے میدان سے وابستہ تھے جبکہ والد محترم محمد شریف ٹھیکیداری کے شعبے میں سرگرم عمل تھے۔ اس ماحول نے علامہ نوری کو دینی و دنیاوی دونوں پہلوؤں سے ایک متوازن بنیاد فراہم کی۔ 1972ء میں آپ کی ولادت شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ میں ہوئی جو اس وقت علمی و دینی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ بچپن ہی سے ذہانت، محنت اور دین سے لگاؤ آپ کی شخصیت میں نمایاں نظر آتا تھا۔ یہی ابتدائی خاندانی پس منظر آگے چل کر آپ کے علمی سفر اور خدمتِ دین کا بنیادی محرک بنا، جس نے آپ کو مناظرے، تدریس اور تصنیف جیسے مختلف علمی میدانوں میں کامیابیاں عطا کیں۔[3]

تعلیمِ ابتدائی اور قرآن فہمی کی بنیاد:

علامہ غلام مصطفیٰ نوری نے ابتدائی تعلیم شیر گڑھ کے پرائمری اسکول سے حاصل کی جہاں سے آپ نے پہلی سے پانچویں جماعت تک تعلیم پائی۔ قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم آپ نے مقامی مدرسے سے مکمل کی، جو دینی تربیت کے اعتبار سے آپ کی شخصیت کی اولین بنیاد بنی۔ چھٹی اور ساتویں جماعت کی تعلیم آپ نے رینالہ خورد کے ہائی اسکول سے حاصل کی۔ یہ وہ دور تھا جب جدید اور دینی علوم کی طرف یکساں توجہ آپ کے اندر علمی وسعت اور توازن پیدا کر رہی تھی۔ قرآن کی ابتدائی فہم نے آگے چل کر آپ کی فکری اور مناظرانہ صلاحیتوں کو نکھارا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی ابتدائی تعلیم نے یہ ثابت کیا کہ آپ کی شخصیت محض رسمی تعلیم تک محدود نہ رہی بلکہ دینی و روحانی فہم و فراست بھی آپ میں پروان چڑھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں جب آپ نے درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تو قرآن و سنت کی باریکیاں سمجھنے میں آپ کو آسانی میسر آئی اور آپ کی علمی بنیادیں مضبوط سے مضبوط تر ہو گئیں۔[4]

درسِ نظامی اور اعلیٰ دینی تربیت:

---

[3]۔ انٹرویو، علامہ غلام مصطفیٰ نوری، بمقام دبئی گارڈن ساہیوال، 6 اگست، 2025ء

[4]۔ ایضا

SCRR

1982ء میں آپ جامعہ حنفیہ فریدیہ بصیرپور میں داخل ہوئے جہاں آپ نے درسِ نظامی کے نصاب کو پوری محنت اور لگن سے مکمل کیا۔ اس عرصے میں آپ نے فارسی، صرف، نحو، ترجمۃ القرآن، فقہ، اصول فقہ، میراث، منطق، فلسفہ، تفسیر، حدیث اور اصولِ حدیث جیسے مضامین کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ آپ نے دورۃ القرآن اور دورۃ الحدیث کی تکمیل بھی کی جس نے آپ کو ایک باصلاحیت عالمِ دین کی حیثیت سے پہچان عطا کی۔ جامعہ فریدیہ بصیرپور اس وقت ایک عظیم دینی ادارہ تھا جہاں پیر مفتی محب اللہ نوری کی زیر نگرانی طلبہ کو علمی تربیت دی جاتی تھی۔ علامہ غلام مصطفےٰ نوری نے یہاں سے سند فراغت حاصل کی اور اپنے علمی سفر کی بنیاد رکھی۔ اس تعلیم نے نہ صرف آپ کو دینی علوم میں مہارت عطا کی بلکہ آپ کو اس قابل بنایا کہ آپ فقہی، تفسیری اور حدیثی مسائل میں مضبوط استدلال کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔ یہی وہ بنیاد تھی جس پر آپ کے مناظرانہ اور تصنیفی کمالات کی عمارت استوار ہوئی۔[5]

طب اور ہومیوپیتھک تعلیم:

دینی علوم کے ساتھ ساتھ علامہ غلام مصطفےٰ نوری نے طب کے میدان میں بھی نمایاں دلچسپی کا اظہار کیا۔ آپ نے چار سالہ ہومیوپیتھک ڈپلومہ OIH.M.S مکمل کیا جس نے آپ کو طب اور علاج و معالجہ کے اصولوں سے روشناس کیا۔ یہ پہلو آپ کی ہمہ جہت شخصیت کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ نے محض ایک ہی میدان پر اکتفانہ کیا بلکہ مختلف شعبوں میں علمی و عملی خدمات انجام دیں۔ طب کی تعلیم نے نہ صرف آپ کو عوامی سطح پر خدمت کا موقع فراہم کیا بلکہ دینی و طبی دونوں پہلوؤں کو یکجا کرنے کا فہم بھی عطا کیا۔ آپ کے جدامجد حکیم جمال الدین کی طبی روایت آپ کے اندر اس تعلیم سے مزید مستحکم ہوئی۔ اس امتزاج نے آپ کو ایک منفرد عالم اور معالج کی حیثیت سے پیش کیا جس نے دینی فہم اور انسانی خدمت دونوں کو یکساں اہمیت دی۔ یہ آپ کی شخصیت کا وہ پہلو ہے جو علمی اور عملی دونوں میدانوں میں آپ کو ممتاز کرتا ہے۔[6]

اساتذہ اور علمی وراثت:

علامہ غلام مصطفےٰ نوری کے تعلیمی سفر میں کئی جلیل القدر اساتذہ کی رہنمائی شامل رہی۔ ان میں پیر مفتی محب اللہ نوری، علامہ ابوالضیاء محمد باقر نوریؒ، مفتی محمد اجمل نوری قادری، علامہ صوفی محمد ہاشم علی نوری اور مفتی اسد اللہ نوری شامل ہیں۔ ان اکابرین کی شاگردی نے آپ کے علمی ذوق کو جلابخشی اور آپ کے اندر استدلالی قوت کو فروغ دیا۔ اساتذہ کی صحبت نے نہ صرف آپ کو نصابی علوم میں مہارت عطا کی بلکہ روحانی بالیدگی بھی بخشی۔ یہ علمی وراثت علامہ نوری کے اندر انکسار، تحقیق اور حق گوئی کی وہ صفات پیدا کرنے کا باعث بنی جو بعد میں آپ کے مناظرانہ اسلوب اور تصنیفی خدمات میں واضح طور پر جھلکتی ہیں۔ آپ کے اساتذہ کی شخصیتیں اپنے وقت کے مایہ ناز علماء میں شمار

5۔ انٹرویو، علامہ غلام مصطفےٰ نوری، بمقام دبئی گارڈن ساہیوال، 6اگست، 2025ء

6۔ ایضاً

ہوتی تھیں جنہوں نے درس و تدریس کے ذریعے کئی شاگردوں کو علمی روشنی عطا کی۔ علامہ نوری انہی فیوضات کے ایک درخشاں سلسلے کے وارث ہیں۔[7]

تدریسی و خطیبانہ خدمات:

علامہ غلام مصطفےٰ نوری نے اپنی عملی زندگی کا آغاز 1993ء میں کیا جب آپ جامعہ اشرفیہ رضویہ، غلہ منڈی ساہیوال کے مہتمم مقرر ہوئے۔ یہاں آپ نے بخاری شریف، قدوری، ترجمۃ القرآن اور ہدایہ جیسے اہم نصابِ تنظیم المدارس کی تدریس کی۔ تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے خطابت کا میدان بھی اپنایا۔ آپ ایک سال تک جامع مسجد گنبد خضراء، بلال کالونی ساہیوال کے خطیب رہے اور چار سال تک مرکزی جامع مسجد مدینہ ساہیوال میں خطابت فرمائی۔ ان خطبات میں آپ نے عوام کو قرآن و سنت کی روشنی میں راہنمائی فراہم کی اور ان کے دینی شعور کو بیدار کیا۔ خطابت کے ذریعے آپ نے معاشرتی اور اخلاقی مسائل پر روشنی ڈالی اور عوام کو دینِ اسلام کے صحیح رخ سے آگاہ کیا۔ تدریس اور خطابت کے امتزاج نے آپ کو ایک جامع علمی اور عوامی شخصیت بنا دیا، جو نہ صرف اہل علم کے لیے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے بھی راہنمائی کا ذریعہ تھے۔[8]

علمی تصنیفات اور تحقیقی خدمات:

علامہ غلام مصطفےٰ نوری نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "نماز نبوی ﷺ"، "مشکل کشاء نبی ﷺ"، "ترکہ رفع یدین"، "وسیلہ کونین ﷺ"، "مشاہدہ نبوت"، "رسالہ تسوید وجہ الشیطانی"، "جرۃ الجارحین" اور "عقائد اہل سنت" جیسی کتب شامل ہیں۔ علاوہ ازیں، آپ نے کئی اہم عربی متون کا اردو ترجمہ بھی کیا، جن میں امام دارقطنی کی "فضائل الصحابہ" اور امام سیوطیؒ کی "الفرر فی الامام عمر" شامل ہیں۔ ان تصانیف میں آپ نے علمی باریکیوں، فقہی استدلال اور تاریخی شواہد کے ساتھ مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے تراجم نے برصغیر کے علمی حلقوں کو اہل سنت کے افکار و نظریات سے مزید مستفید کیا۔ یہ کتب نہ صرف عام قارئین بلکہ محققین اور طلبہ کے لیے بھی علمی سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان تصانیف سے آپ کا تحقیقی ذوق، استدلالی قوت اور اہل سنت کے عقائد کے دفاع کا جذبہ بخوبی عیاں ہوتا ہے۔[9]

مناظرانہ خدمات اور علمی دفاع:

علامہ غلام مصطفےٰ نوری اپنی مناظرانہ صلاحیتوں کے سبب اہل سنت کے نمایاں علما میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ نے مختلف مسالک کے علماء کے ساتھ علمی مناظرے کیے جن میں رفع یدین، نور و بشر اور صحابہ کرام کے فضائل جیسے موضوعات شامل تھے۔ پتوکی، دیپالپور، اڈا

7۔ انٹرویو، علامہ غلام مصطفےٰ نوری، بمقام دبئی گارڈن ساہیوال، 6 اگست، 2025ء

8۔ ایضا

9۔ ایضاء

کوڑے شاہ اور لیبر کالونی ساہیوال جیسے مقامات پر ہونے والے مناظرے آپ کی علمی بصیرت اور استدلالی قوت کے گواہ ہیں۔ ان مناظروں میں آپ نے قرآن و سنت کی روشنی میں دلائل دیے اور اپنے مخالفین کو علمی انداز میں قائل کیا۔ خاص طور پر آیتِ مقدسہ "قد جاء کم من اللہ نور" پر آپ نے پینتیس تفاسیر کے حوالے پیش کیے اور اہل سنت کے موقف کو مدلل انداز میں ثابت کیا۔ مناظرہ محض مناظرانہ جیت کے لیے نہیں بلکہ عوام الناس کو صحیح عقائد کی طرف راہنمائی کے لیے آپ کا ذریعہ تھا۔ اس میدان میں آپ کی کامیابیاں علمی دفاع اور اہل سنت کے موقف کی مضبوطی کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔[10]

اہل تشیع و اہل سنت کے درمیان مکالمات:

علامہ غلام مصطفٰی نوری نے نہ صرف اہل حدیث اور دیوبندی علماء کے ساتھ بلکہ اہل تشیع علماء کے ساتھ بھی کئی مناظرے کیے۔ ایران کے شہر قم میں علامہ ابوالقاسم جواد کے ساتھ ہونے والا مناظرہ اس بات کی مثال ہے کہ آپ نے علمی سطح پر ہر مسلک کے ساتھ مکالمے کی جرات کی۔ یکم جون 2025ء کو ہونے والا آن لائن مناظرہ، جس کا موضوع سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، چار گھنٹے تک جاری رہا اور یہ مناظرہ آن ریکارڈ بھی موجود ہے۔ اس میں آپ نے تاریخی اور حدیثی دلائل کے ساتھ اہل سنت کے موقف کو مضبوط انداز میں پیش کیا۔ یہ علمی مکالمات محض مناظرانہ کشمکش نہیں بلکہ فکری استدلال کے ذریعے حقائق کو واضح کرنے کی ایک جدوجہد تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد فرقہ واریت نہیں بلکہ علمی وضاحت اور امت کو صحیح تاریخی حقائق سے روشناس کرانا تھا۔[11]

مجموعی خدمات اور علمی ورثہ:

علامہ غلام مصطفٰی نوری کی شخصیت دینی تدریس، خطابت، تصنیف و تالیف اور مناظرانہ خدمات کا ایک حسین امتزاج ہے۔ آپ نے علمی میدان میں جو کارنامے سرانجام دیے وہ نہ صرف برصغیر بلکہ بین الاقوامی سطح پر اہل سنت کے علمی سرمایہ میں اضافہ کا باعث بنے۔ آپ کی تصانیف محققین کے لیے ایک قیمتی ذخیرہ ہیں جبکہ آپ کے مناظرے علمی دفاع کی ایک روشن مثال ہیں۔ آپ نے اہل سنت کے عقائد کو نہ صرف علمی استدلال سے واضح کیا بلکہ مخالف مکاتب فکر کے اعتراضات کے جوابات بھی مضبوط دلائل سے دیے۔ اس طرح آپ کی خدمات ایک ایسے علمی ورثے کی صورت میں موجود ہیں جو آنے والی نسلوں کو راہنمائی فراہم کرتا رہے گا۔ آپ کی شخصیت اس بات کا عملی مظہر ہے کہ علم، تحقیق، خدمت اور استقامت جب یکجا ہو جائیں تو ایک عالم دین قوم کے لیے کس قدر قیمتی سرمایہ بن جاتا ہے۔[12]

علامہ غلام مصطفٰی نوری کی دینی و تبلیغی خدمات کے اثرات:

10۔ انٹرویو، علامہ غلام مصطفٰی نوری، بمقام دبئی گارڈن ساہیوال، 6 اگست، 2025ء

11۔ ایضاً

12۔ ایضاً

علامہ غلام مصطفیٰ نوری کی دینی و تبلیغی خدمات نے برصغیر کے علمی و مذہبی منظرنامے پر گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کیے۔ آپ نے درس و تدریس کے ذریعے نئی نسل کو قرآن و سنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں تعلیم دی، جس کے نتیجے میں درجنوں طلبہ عالم اور فاضل بن کر مختلف اداروں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ خطابت کے ذریعے آپ نے عوام الناس کے دلوں میں دین کی محبت اور شعور پیدا کیا اور عملی زندگی میں سنت نبوی ﷺ پر عمل کی ترغیب دی۔ تصنیفی خدمات کے ذریعے آپ نے اہل سنت کے عقائد کو مضبوط دلائل اور تاریخی شواہد کے ساتھ پیش کیا، جو آج بھی محققین کے لیے قیمتی علمی سرمایہ ہیں۔ اسی طرح مناظرانہ میدان میں آپ کی کاوشوں نے فرقہ وارانہ ابہام اور گمراہیوں کا ازالہ کیا اور عوام کو صحیح اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ یہ تمام خدمات اس حقیقت کا مظہر ہیں کہ آپ کی جدوجہد نے نہ صرف اپنے دور کے لوگوں پر اثر ڈالا بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی علمی و فکری ورثہ چھوڑا۔

علامہ غلام مصطفیٰ نوری کی تصنیفات

نمازِ نبوی ﷺ:

"نمازِ نبوی ﷺ" علامہ غلام مصطفیٰ نوری کی اُن اہم تصانیف میں شمار ہوتی ہے جن میں انہوں نے عبادات خصوصاً نماز کے عملی و فقہی پہلوؤں کو حدیثی مصادر کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کا بنیادی مقصد نماز کے مسنون طریقے کو دلائلِ شرعیہ کی بنیاد پر واضح کرنا اور مختلف فقہی آراء کے مابین ترجیحی اصول کو بیان کرنا ہے۔ مصنف نے احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ اور ائمہ اربعہ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے ہر رکنِ نماز کی توضیح کی ہے۔ کتاب کا منہج محض روایات کے نقل تک محدود نہیں بلکہ اس میں جرح و تعدیل کے اصولوں اور فقہی تطبیقات کو بھی شامل کیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف حدیث اور فقہ دونوں علوم پر گہری دسترس رکھتے ہیں۔ رفع یدین، آمین بالجہر، قراءت خلف الامام جیسے مسائل میں انہوں نے اہل سنت کے مسلک کی ترجیح کو مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب برصغیر کے فقہی مناظروں کے تناظر میں بھی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس میں مصنف نے معاصر اختلافات کا علمی تجزیہ کیا ہے۔ تحقیقی اسلوب، حوالہ جاتی اہتمام اور مناظرانہ توازن اسے ایک معیاری علمی کاوش بناتے ہیں۔[13]

مشکل کشاء نبی ﷺ:

"مشکل کشاء نبی ﷺ" دراصل عقیدۂ توسل اور استعانت کے باب میں ایک مدلل اور تحقیقی تصنیف ہے جس میں مصنف نے اہل سنت کے موقف کا دفاع کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے قرآنِ مجید، احادیثِ نبویہ، آثارِ سلف اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں اس مسئلے کی اصولی بنیادیں واضح کی ہیں۔ مصنف کا اسلوب جذباتی نہیں بلکہ استدلالی ہے؛ وہ مخالف آراء کو نقل کر کے ان کا علمی رد پیش کرتے ہیں۔ کتاب میں خاص طور پر یہ نکتہ اجاگر کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو وسیلہ اور شفیع ماننا شرک کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ یہ اہل سنت کے نزدیک مشروع اور مستند عمل ہے، بشرطیکہ عقیدۂ توحید محفوظ رہے۔ مصنف نے لغوی، کلامی اور اصولی مباحث کو بھی شامل کیا ہے تاکہ مسئلہ

13۔ نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، نمازِ نبوی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء، ص 32

یک رخی نہ رہے۔ اس تصنیف کی اہمیت اس امر میں بھی ہے کہ یہ برصغیر میں پائے جانے والے فکری اختلافات کے تناظر میں لکھی گئی اور اس نے علمی سطح پر ایک متوازن مکالمے کو فروغ دیا۔ تحقیقی حوالہ جات اور استدلال کی ترتیب اس کتاب کو ایک قابلِ قدر علمی دستاویز بناتی ہے۔[14]

وسیلۂ کونین ﷺ:

"وسیلۂ کونین ﷺ" عقیدۂ شفاعت اور توسل کے باب میں ایک جامع تصنیف ہے جس میں مصنف نے نبی اکرم ﷺ کی شانِ وساطت کو قرآنی و حدیثی دلائل سے واضح کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے آیاتِ توسل، احادیثِ شفاعت اور اقوالِ ائمہ کو ترتیب دے کر ایک منظم استدلال قائم کیا ہے۔ مصنف کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وسیلۂ ہدایت اور شفاعت کا منصب عطا فرمایا ہے، اور اس عقیدے کی بنیاد نصوصِ شرعیہ میں موجود ہے۔ انہوں نے مخالفین کے اعتراضات کا بھی مدلل جواب دیا ہے اور کلامی مباحث کو اصولِ عقیدہ کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ اس تصنیف کی علمی قدر اس کے حوالہ جاتی استحکام اور تاریخی شواہد کی فراوانی میں مضمر ہے۔ مصنف نے اس مسئلے کو صرف جذباتی عقیدت کے پیرائے میں نہیں بلکہ علمی و تحقیقی انداز میں پیش کیا ہے، جو اسے اہل سنت کے عقائد پر لکھی گئی اہم کتب میں شامل کرتا ہے۔[15]

مشاہدۂ نبوت:

"مشاہدۂ نبوت" ایک فکری و روحانی نوعیت کی تصنیف ہے جس میں نبوت کے اثبات، معجزات اور شانِ رسالت پر گفتگو کی گئی ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں نبوت کے دلائلِ عقلیہ و نقلیہ کو جمع کر کے ایک جامع استدلال قائم کیا ہے۔ انہوں نے معجزاتِ نبوی، سیرتِ طیبہ اور تاریخی شواہد کو اس انداز سے پیش کیا ہے کہ قاری کے ذہن میں نبوت کی صداقت کا تصور راسخ ہو جائے۔ اس کتاب میں کلامی مباحث، فلسفیانہ اعتراضات اور جدید شکوک کا بھی جائزہ لیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف عصرِ حاضر کے فکری چیلنجز سے آگاہ تھے۔ ان کا اسلوب تحقیقی اور مدلل ہے، اور انہوں نے محض روایت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عقلی استدلال کو بھی شامل کیا ہے۔ یہ کتاب اہل سنت کے عقیدۂ نبوت کے دفاع میں ایک اہم علمی اضافہ ہے۔[16]

رسالہ تسوید وجہ الشیطانی:

یہ رسالہ غالباً کسی مخصوص فکری یا مناظرانہ پس منظر میں تحریر کیا گیا جس میں مصنف نے مخالف نظریات کا رد پیش کیا ہے۔ اس تصنیف میں اسلوبِ تحریر قدرے تیز اور مناظرانہ ہے، تاہم علمی استدلال کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ مصنف نے قرآنی آیات، احادیث اور

14۔ نوری، غلام مصطفے، علامہ، مناظر اسلام، مشکل کشاء نبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء، ص75

15۔ نوری، غلام مصطفے، علامہ، مناظر اسلام، وسیلہ کونین ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء، ص119

16۔ نوری، غلام مصطفے، علامہ، مناظر اسلام، مشاہدۂ نبوت، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2013ء، ص87

اقوالِ سلف کی مدد سے اپنے موقف کو مضبوط کیا ہے۔ اس رسالے کی اہمیت اس امر میں ہے کہ یہ معاصر فتنوں کے مقابلے میں اہل سنت کے عقائد کا دفاع کرتا ہے۔ اگرچہ عنوان میں سختی کا پہلو موجود ہے، لیکن متن میں علمی بنیادوں پر بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ برصغیر کی مناظرانہ روایت کا عکاس ہے اور مصنف کے فکری عزم کو ظاہر کرتا ہے۔[17]

جرح الجارحین:

"جرح الجارحین" علمِ جرح و تعدیل سے متعلق ایک اہم تصنیف ہے جس میں مصنف نے، امام اعظم ابو حنیفہؒ پر جرح کا مدلل رد کیا ہے، اور رواۃ کی ثقاہت اور ضعف پر گفتگو کی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے محدثین کے اصولوں کی روشنی میں بعض معاصر اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ مصنف نے اسناد کی تحقیق، رجال کے حالات اور جرح کے مراتب کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہ کتاب اس بات کا ثبوت ہے کہ علامہ نوری علمِ حدیث کے دقیق مباحث پر عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے محض تقلیدی انداز اختیار نہیں کیا بلکہ اصولی مباحث کو نئے اسلوب میں پیش کیا ہے۔ اس تصنیف کی اہمیت حدیثی تحقیق کے میدان میں نمایاں ہے اور یہ طلبۂ حدیث کے لیے مفید علمی سرمایہ ہے۔[18]

عقائد اہل سنت:

"عقائد اہل سنت" علامہ نوری کی جامع اور بنیادی تصنیف ہے جس میں انہوں نے اہل سنت والجماعت کے اعتقادی اصولوں کو منظم انداز میں بیان کیا ہے۔ توحید، رسالت، آخرت، تقدیر، شفاعت اور دیگر بنیادی عقائد کو قرآنی آیات، احادیث اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں مدلل کیا گیا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں اعتزال، خوارج اور دیگر فرقوں کے نظریات کا تقابلی جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ اسلوب سادہ مگر علمی ہے، اور حوالہ جات کی کثرت اسے تحقیقی معیار عطا کرتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف عوام بلکہ جامعات کے طلبہ کے لیے بھی ایک مستند نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ اہل سنت کے عقائد کے دفاع اور توضیح میں اس تصنیف کا مقام نمایاں ہے۔[19]

ترکہ رفع یدین:

"ترکہ رفع یدین" فقہی اختلافات کے ضمن میں ایک اہم کتاب ہے جس میں علامہ نوری نے رفع یدین کے مسئلے پر تفصیلی بحث کی ہے-انہوں نے اس مسئلے کو محض ایک عملی اختلاف کے طور پر نہیں بلکہ اصولِ استدلال کے تناظر میں پیش کیا ہے۔ کتاب میں احادیثِ مرفوعہ، آثارِ صحابہ اور ائمہ مجتہدین کے اقوال کو جمع کرکے ان کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنف نے دلائلِ قائلین و تارکین دونوں کو پیش کیا اور اصولِ ترجیح کی روشنی میں اپنا موقف بیان کیا۔ اس کتاب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مناظرانہ رنگ غالب ہونے کے باوجود علمی دیانت برقرار رکھی گئی ہے۔ انہوں نے اسناد کی تحقیق، رواۃ کی عدالت اور روایت کی قوت پر بھی گفتگو کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے

---

[17]- نوری، غلام مصطفی، علامہ، مناظر اسلام، رسالہ تسوید وجہ الشیطانی، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء، ص95

[18]- نوری، غلام مصطفی، علامہ، مناظر اسلام، جرح الجارحین علی الامام ابی حنیفہ مردود بدلائل الوثیقہ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء، ص85

[19]- نوری، غلام مصطفی، علامہ، مناظر اسلام، عقائد اہل سنت، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء، ص21

کہ مصنف علمِ حدیث کے اصولوں سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ کتاب فقہی تنوع کے فہم میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور قارئین کو یہ شعور دیتی ہے کہ اختلافِ رائے کو علمی بنیادوں پر سمجھنا چاہیے نہ کہ تعصبات کی روشنی میں۔

کتبِ سننِ اربعہ میں ترکِ رفع الیدین:

ترکِ رفع الیدین کے مسئلہ پر سب سے پہلے سننِ اربعہ کی روایات کا جائزہ ضروری ہے۔ جامع ترمذی (کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی ترک رفع الیدین عند الرکوع، حدیث: 257) میں امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں انہوں نے ایک مرتبہ رفع یدین کیا پھر نہ کیا، اور اس کو بعض اہلِ علم کا عمل قرار دیا۔ امام ترمذی (م 279ھ) نے اپنی جامع میں فقہی ابواب کی ترتیب اختیار کی اور ہر روایت کے بعد جرح و تعدیل اور اختلافِ فقہاء کا ذکر کیا۔ اسی طرح سنن النسائی (کتاب الافتتاح، باب ترک رفع الیدین فی الرکوع، حدیث: 1059) میں روایتِ ابن مسعودؓ موجود ہے۔ امام نسائی (م 303ھ) جرح و تعدیل میں نہایت محتاط محدث تھے۔ سنن ابی داؤد (کتاب الصلاۃ، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، حدیث: 748) میں بھی یہی روایت منقول ہے۔ امام ابوداؤد (م 275ھ) نے اپنی سنن میں احکام کی احادیث کو جمع کیا اور سکوت کو دلیلِ قبول سمجھا۔ ان روایات سے فقہائے احناف ترکِ رفع یدین کے جواز پر استدلال کرتے ہیں، جبکہ دیگر ائمہ مجموعی روایات کو سامنے رکھتے ہیں۔[20]

مسانید و مصنفات میں دلائلِ ترک:

مسند امام احمد (مسند عبداللہ بن مسعود، حدیث: 3675) میں ترکِ رفع یدین کی روایت موجود ہے۔ امام احمد (م 241ھ) نے مسند میں صحابہؓ کی ترتیب سے احادیث جمع کیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ (کتاب الصلاۃ، باب من کان لا یرفع یدیہ، حدیث: 2440) میں آثارِ صحابہ و تابعین نقل ہوئے ہیں جن میں حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ سے ترک منقول ہے۔ مصنف عبدالرزاق (کتاب الصلاۃ، باب ترک رفع الیدین، حدیث: 2530) میں بھی یہی آثار موجود ہیں۔ مسند ابی یعلیٰ موصلی (مسند ابن مسعود، حدیث: 5032) اور معجم کبیر طبرانی (ج 9، ص 273، حدیث: 9387) میں بھی روایت درج ہے۔ ان مصادر میں روایت کی اسنادی حیثیت پر ائمہ نے بحث کی ہے؛ بعض اسانید کو حسن اور بعض کو ضعیف قرار دیا گیا، تاہم آثار کی کثرت فقہی استدلال میں اہم سمجھی گئی۔[21]

آثار و شروح حدیث کی کتب:

سنن کبریٰ بیہقی (کتاب الصلاۃ، باب من ترک رفع الیدین، حدیث: 2323) میں امام بیہقی (م 458ھ) نے دونوں طرف کی روایات جمع کر کے تطبیق دی۔ شرح معانی الآثار للطحاوی (کتاب الصلاۃ، باب بیان مشکل ماروی فی رفع الیدین، حدیث: 1108) میں امام طحاوی (م 321ھ) نے احادیث کے تعارض کو حل کرتے ہوئے نسخ یا ترجیح کی بحث کی۔ التمہید لابن عبدالبر (ج 9، ص 213) میں امام مالک کے

---

[20]۔ نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظرِ اسلام، ترکِ رفع الیدین، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2004ء، ص: 91

[21]۔ ایضاً، ص: 97

موقف اور اہلِ مدینہ کے عمل پر گفتگو ہے۔ المحلیٰ لابن حزم (ج 3، مسئلہ 330) میں ابن حزم نے رفع یدین کے اثبات پر زور دیا اور ترک کی روایات پر نقد کیا۔ یہ کتب اس مسئلہ کے اصولی اور استدلالی پہلو کو واضح کرتی ہیں اور محدثین کے منہجِ نقد کو سامنے لاتی ہیں[22]

کتبِ رجال وجرح وتعدیل میں اسنادی تحقیق:

ترکِ رفع یدین کی روایت کے بعض رواۃ پر کلام ہوا ہے، چنانچہ الضعفاء الکبیر للعقیلی) ج 2، ص 15(، میزان الاعتدال للذہبی) ج 1، ص 430(، الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی (ج 5، ص 123) اور المجروحین لابن حبان (ج 1، ص 320) میں متعلقہ رواۃ کا تذکرہ ملتا ہے۔ اسی طرح تاریخ بغداد (ج 7، ص 152) میں بعض طرق کے رواۃ کی سوانح مذکور ہیں۔ ان مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اسانید میں ضعف ہے، تاہم دیگر طرق سے تقویت کا دعویٰ بھی کیا گیا۔ اس طرح مسئلہ محض فقہی نہیں بلکہ اسنادی تحقیق سے بھی متعلق ہے۔[23]

حدیثی مصادر اور احناف کی تائید:

موطأ امام محمد (کتاب الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ) میں ترکِ رفع یدین کا عملی ثبوت منقول ہے۔ مسند امام اعظم (روایت ابی یوسف، حدیث: 105) میں بھی ابن مسعودؓ کی روایت ذکر کی جاتی ہے۔ المدونۃ الکبریٰ (ج 1، ص 74) میں امام مالک کا عمل مذکور ہے کہ وہ رفع یدین کے قائل تھے مگر بعض مواقع پر ترک بھی منقول ہے۔ کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ (امام محمد، ج 1، ص 110) میں اہلِ کوفہ کے دلائل ذکر ہوئے۔ ان کتب سے ظاہر ہوتا ہے کہ احناف نے آثارِ صحابہ اور تعاملِ اہلِ کوفہ کو بنیاد بنایا، جبکہ دیگر ائمہ نے عمومِ روایات کو ترجیح دی۔[24]

متاخرین ومناقب کی کتب میں تذکرہ:

جامع المسانید للخوارزمی) ج 1، ص 215(، الآلی المصنوعۃ) ج 1، ص 312(، المعجم لأبی بکر الاسماعیلی (ج 2، ص 45)، اور مناقب الامام الاعظم للموفق بن احمد المکی (ج 1، ص 165) میں اس مسئلہ کو ائمہ کے مناقب وفضائل کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان کتب میں بعض روایات کی تقویت یا تضعیف پر گفتگو ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا ہے کہ تمام طرق کو جمع کر کے اصولِ حدیث کی روشنی میں جانچا جائے۔[25]

علامہ غلام مصطفےٰ نوری، جامع الدلائل فی الحدیث والعقائد:

علامہ غلام مصطفےٰ نوری کی تصنیف "جامع الدلائل فی الحدیث والعقائد" معاصر اہلِ سنت علمی روایت میں ایک اہم اور منہجی کاوش کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب محض روایات کا مجموعہ نہیں بلکہ دلائلِ نقلیہ اور اصولِ استدلال کی منظم پیش کش ہے جس میں عقائدِ اہلِ سنت کو حدیثی نصوص کی روشنی میں مدلل انداز سے مرتب کیا گیا ہے۔ مصنف نے اعتقادی مباحث — جیسے تعظیمِ مصطفےٰ ﷺ، علمِ غیب، نورانیتِ

22۔ نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، ترکِ رفع الیدین، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2004ء، ص: 91

23۔ نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، ترکِ رفع الیدین، ص: 132

24۔ ایضاء، ص: 174

25۔ ایضاء، ص: 215

نبوی، حیاتُ الانبیاء، توسل و شفاعت، کو محض خطیبانہ اسلوب کے بجائے محدثانہ طرز پر پیش کیا ہے، جہاں روایت کی تخریج، اسناد کا اجمالی نقد اور متون کا تقابلی مطالعہ نمایاں ہے۔ کتاب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مؤلف نے کلاسیکی مصادر، صحاحِ ستہ، مسانید، سنن اور شروح، سے استدلال کرتے ہوئے مخالف آراء کا بھی ذکر کیا اور پھر اصولِ جرح و تعدیل اور قواعدِ اصولِ حدیث کی روشنی میں اپنا موقف مضبوط کیا۔ اس سے کتاب میں مناظرانہ رنگ کے باوجود تحقیقی توازن برقرار رہتا ہے۔ مزید برآں، عقائد کو محض جزوی نصوص پر موقوف رکھنے کے بجائے مجموعۂ ادلہ (تضافرِ نصوص) کے اصول کے تحت پیش کیا گیا ہے، جو اہلِ سنت کے استدلالی منہج کی عکاسی کرتا ہے۔ تنقیدی زاویے سے دیکھا جائے تو بعض مقامات پر روایات کی تفصیلی اسانید کا اختصار قاری کو مزید تحقیق کی دعوت دیتا ہے، تاہم مجموعی طور پر یہ تصنیف حدیث و عقیدہ کے باہمی ربط کو اجاگر کرنے والی ایک جامع اور منظم علمی کاوش ہے، جو تحقیقی و تدریسی حلقوں میں سنجیدہ مطالعے کی متقاضی ہے۔

تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ، نورانیتِ نبوی اور علمِ غیب:

تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ ایمان کا لازمی جز ہے، جیسا کہ قرآن نے فرمایا: لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ (الفتح: 9)۔ احادیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ کا ذکر صحابہ کے ہاں انتہائی ادب سے ہوتا تھا (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من اغتیاب اہل الفساد، حدیث 6104)۔ نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ کے باب میں آپ ﷺ کا ارشاد: كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد (سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، حدیث 3609) دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت ازلی تقدیر میں متعین تھی۔ علمِ غیب کے مسئلہ میں اصولی حدیث ہے: لا أقول لكم عندي خزائن الله ولا أعلم الغيب إلا ما علمني الله (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر، حدیث 4697)؛ اس سے واضح ہوتا ہے کہ غیب ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔ مزید برآں قیامت، علاماتِ فتن اور جنت و جہنم کے تفصیلی احوال کا بیان (صحیح مسلم، کتاب الفتن، حدیث 2892) آپ ﷺ کو عطا کردہ علوم پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اہلِ سنت کے نزدیک تعظیم، نورانیت اور علمِ غیب کا تصور نصوصِ شرعیہ کے تابع اور اعتدال پر مبنی ہے۔[26]

وسیلہ، یارسول اللہ کہنا اور حیاتُ الانبیاء علیہم السلام:

وسیلہ کے جواز پر حدیثِ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ دلیل ہے کہ ایک نابینا صحابی کو آپ ﷺ نے دعا سکھائی: اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة... (سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء الضریر، حدیث 3578)۔ اس روایت کو ائمہ حدیث نے حسن صحیح کہا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو وسیلہ بنانا مشروع ہے۔ "یارسول اللہ" کہنا دراصل نداء اور خطاب ہے، جیسا کہ اذان کے بعد کی دعا میں ہے: وآت محمدا الوسيلة والفضيلة (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء، حدیث 614)۔ حیاتُ الانبیاء کے باب میں حدیث ہے: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون (مسند ابی یعلیٰ، حدیث 3425؛ بیہقی، حیاۃ الانبیاء، حدیث 1) جو دلالت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام برزخی حیات سے متصف ہیں۔ مزید یہ کہ درود و سلام پیش کرنے پر جواب کا ثبوت ہے: ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد

26۔ نوری، غلام مصطفیٰ، علامہ، مناظر اسلام، جامع الدلائل فی الحدیث والعقائد، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء ص: 33

علیہ السلام (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، حدیث 2041)۔ ان نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ وسیلہ اور نداء کا مفہوم عقیدۂ توحید کے منافی نہیں بلکہ نصوص کے تابع ہے۔[27]

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ، شفاعت اور ختمِ نبوت:

نبی اکرم ﷺ کے اختیارات عطائی اور منصوص ہیں۔ شفاعتِ کبریٰ کی حدیث (حدیثِ شفاعت) میں وارد ہے کہ قیامت کے دن لوگ آپ ﷺ کے پاس آئیں گے اور آپ ﷺ سجدہ کر کے شفاعت کریں گے (صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب، حدیث 7510؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث 193)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شفاعت کا عظیم منصب آپ ﷺ کو عطا ہوا۔ مزید بر آں ارشاد ہے: أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي... (صحیح بخاری، کتاب التیمم، حدیث 335) جس میں عمومِ رسالت اور نصرتِ رعب وغیرہ کا ذکر ہے۔ ختمِ نبوت کے باب میں حدیث ہے: لا نبي بعدي (صحیح بخاری، باب خاتم النبیین، حدیث 3535) جو قطعی الدلالہ ہے۔ لہٰذا اہلِ سنت کے نزدیک حضور ﷺ کے اختیارات منصوص، شفاعت ثابت، اور ختمِ نبوت قطعی عقیدہ ہے، جس پر اجماعِ امت قائم ہے۔[28]

ایمانِ ابویہ کریمین، میلاد النبی ﷺ اور آثارِ صالحین سے برکت:

ایمانِ ابویہ کریمین کے باب میں مختلف آثار مروی ہیں، اگرچہ محدثین کے مابین اسناد پر کلام موجود ہے، تاہم حضور ﷺ کا ارشاد: استأذنت ربي أن أستغفر لأمي فلم يؤذن لي... (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، حدیث 976) اس مسئلہ میں اصل نص ہے، جس کی تشریح میں اہلِ علم نے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ میلاد النبی ﷺ کے باب میں آپ ﷺ کا پیر کے دن روزہ رکھنا اور فرمانا: "ذلک یوم ولدت فیہ" (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ أیام، حدیث 1162) یومِ ولادت کی نسبت سے شکر کے جواز پر دلیل ہے۔ آثارِ صالحین سے تبرک کا ثبوت صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے وضو کے پانی سے تبرک لیتے تھے (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، حدیث 189)۔ اسی طرح ہاتھ چومنے کی روایت (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، حدیث 5225) دلالت کرتی ہے کہ تعظیمِ صالحین جائز ہے بشرطیکہ غلو نہ ہو۔[29]

قبر کی حیات، ایصالِ ثواب اور اذان واقامت:

قبر کی حیات اور سوالِ منکر نکیر کے بارے میں حدیث ہے: إن العبد إذا وضع في قبره... (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، حدیث 1338) جو برزخی شعور پر دلالت کرتی ہے۔ ایصالِ ثواب کے باب میں صدقہ کا ثواب میت کو پہنچنے کی تصریح ہے: ایک شخص نے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا، کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ فرمایا: "نعم" (صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب إذا

27۔ نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، جامع الدلائل فی الحدیث والعقائد، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء، ص: 33

28۔ نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، جامع الدلائل فی الحدیث والعقائد، ص: 156

29۔ ایضاء، ص: 187

تصدق عن المیت، حدیث 1388)۔ اذان کے الفاظ کی مشروعیت حدیثِ بلال سے ثابت ہے (صحیح بخاری، کتاب الاذان، حدیث 604)۔ اقامت کے کلمات دوبار کہنے کے متعلق روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اقامت کے الفاظ دہراتے تھے (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، حدیث 508)، تاہم جمہور کے نزدیک اقامت کے اکثر کلمات ایک ایک بار ہیں، سوائے "قد قامت الصلاۃ" کے۔[30]

فاتحہ خلف الامام، آمین آہستہ اور نمازِ جنازہ میں قرأت:

فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں حدیث ہے: لا صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءۃ، حدیث 756) جس سے امام و منفرد دونوں کے لیے قرأت کا وجوب ثابت ہوتا ہے؛ تاہم ایک دوسری روایت میں ہے: وإذا قرأ فأنصتوا (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، حدیث 404) جس سے جہری نماز میں مقتدی کے سکوت پر استدلال کیا گیا۔ آمین آہستہ کہنے کے متعلق روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ آمین آہستہ کہتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلاۃ، حدیث 2449)؛ جبکہ جہر سے آمین کہنے کی حدیث بھی موجود ہے (صحیح بخاری، کتاب الاذان، حدیث 780)، لہٰذا یہ مسئلہ اجتہادی ہے۔ نمازِ جنازہ میں قرأت کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سورہ فاتحہ پڑھنا اور فرمانا کہ "لتعلموا أنها سنة" (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب، حدیث 1335) اس کے ثبوت پر دلیل ہے، البتہ بعض فقہاء کے نزدیک جنازہ دعا پر مشتمل ہے۔ یوں یہ مسائل اختلافِ اجتہادی کے دائرہ میں آتے ہیں اور ہر موقف کی بنیاد حدیث پر ہے۔[31]

خلاصہ تحقیق

یہ تحقیقی مطالعہ علامہ غلام مصطفےٰ نوری کی علمی و حدیثی خدمات کا جامع تجزیہ پیش کرتا ہے، خصوصاً علمائے ساہیوال کے علمی پس منظر اور فکری روایت کے تناظر میں۔ علامہ نوری کا شمار ان اہلِ علم میں ہوتا ہے جنہوں نے علومِ حدیث، عقائدِ اہلِ سنت اور مناظرانہ اسلوب کو یکجا کرتے ہوئے معاصر دینی مباحث میں مؤثر کردار ادا کیا۔ ان کی خدمات نہ صرف تدریسی اور تصنیفی میدان تک محدود رہیں بلکہ اہلِ تشیع و اہلِ سنت کے درمیان علمی مکالمے میں بھی انہوں نے استدلالی اور مدلل انداز اپنایا، جس سے باہمی فہم اور علمی وضاحت کی راہیں ہموار ہوئیں۔ علوم الحدیث کے باب میں علامہ نوری نے اسنادی تحقیق، جرح و تعدیل، اور فقہی استنباط کے اصولوں کو بنیاد بنا کر متعدد مسائل پر قلم اٹھایا۔ رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر و اخفاء، اور نمازِ جنازہ میں قرأت جیسے اختلافی مسائل پر انہوں نے کتبِ سننِ اربعہ، مسانید، مصنفات اور آثارِ صحابہؓ سے دلائل جمع کیے اور احناف کے موقف کی تائید میں حدیثی مصادر سے استشہاد کیا۔ ان کی تصنیف ترکہ رفع یدین اور کتبِ سننِ اربعہ میں ترکِ رفع الیدین اس موضوع پر ان کی عالمانہ کاوشوں کا مظہر ہیں، جبکہ جرح الجارحین میں رواۃ اور ناقدینِ حدیث پر تحقیقی گفتگو ملتی ہے۔ عقائد کے باب میں ان کی تصنیفات مثلاً عقائد اہل سنت، مشکل کشاء نبی ﷺ، وسیلہ کونین ﷺ، مشاہدۂ نبوت اور

30- نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، جامع الدلائل فی الحدیث والعقائد، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء، ص:261

31- ایضاء، ص:307

تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ، نورانیتِ نبوی اور علمِ غیب اہلِ سنت کے روایتی عقائد کی مدلل توضیح پیش کرتی ہیں۔ ساہیوال کے علمی ماحول میں علامہ نوری کی خدمات نے ایک فکری سمت متعین کی۔ انہوں نے مناظرانہ اسلوب کے بجائے تحقیقی اور استدلالی طرز اختیار کیا، جس سے علمی اختلاف کو مثبت مکالمے میں تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ مجموعی طور پر علامہ غلام مصطفےٰ نوری کی خدماتِ علوم الحدیث ایک ایسے علمی ورثے کی نمائندہ ہیں جس میں روایت اور درایت، تحقیق اور دعوت، اور عقیدہ و فقہ کے مابین توازن پایا جاتا ہے۔ علمائے ساہیوال کے تناظر میں ان کا کام ایک مضبوط حدیثی و اعتقادی روایت کی تشکیل اور دفاع کی سنجیدہ کوشش کے طور پر سامنے آتا ہے، جو معاصر دینی مباحث میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مصادر و مراجع

ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن،، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1420ھ

ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، السنن، دار حسان للطباعۃ والنشر، دمشق، الطبعۃ الأولی، 1403ھ۔

بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ،

ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، دار الغرب الاسلامی، الطبعۃ الثالثۃ 1420ھ

جامع صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاۃ، 1423ھ

مسلم، مسلم بن الحجاج، الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الأولی 1421ھ

نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، دار إحياء التراث العربي، بیروت الطبعۃ الثالثۃ 1423ھ

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، ترکِ رفع الیدین، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2004ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، جامع الدلائل فی الحدیث والعقائد، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، جرح الجارحین علی الامام ابی حنیفۃ مردود بدلائل الوثیقۃ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، عقائد اہل سنت، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2014ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، مشاہدۂ نبوت، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2013ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، نمازِ نبوی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، وسیلۂ کونین ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، رسالہ تسوید وجہ الشیطانی، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء

نوری، غلام مصطفےٰ، علامہ، مناظر اسلام، مشکل کشاء نبی ﷺ، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، 2012ء